اکتوبر 2024ء

مسلسل اشاعت کا 55 واں سال

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست — سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

تحریکِ فروغِ حق و دعوت کا نقیب اور کثیر الاشاعت مجلہ

ماہنامہ ضیائے حرم

اسلام آباد

ABC سے تصدیق شدہ اشاعت

مؤسس: ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مجلس مشاورت:
- ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن
- ڈاکٹر ایس ایم زمان
- ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس
- پیرزادہ اقبال احمد فاروقی / پیرزادہ امداد حسین
- ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی
- ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
- محمد اسلم الوری

جلد 55 شمارہ 01 — ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ — اکتوبر ۲۰۲۴ء

مدیر اعلیٰ: پیر محمد امین الحسنات شاہ

مدیر: پروفیسر حافظ احمد بخش (گولڈ میڈلسٹ)

نائب مدیر: محبوب الرحمٰن

سرکولیشن منیجر: چوہدری محمد عنایت گوندل — محمد علی ولانہ

کمپوزنگ ڈیزائننگ: عقیل عباس

فہرست مضامین

رابطہ

اسلام آباد آفس » (ادارتی امور) خیابان کرم، کری روڈ، چک شہزاد، اسلام آباد
E-mail:ziaeharam@gmail.com

انگلینڈ آفس »
Jamil Akram
Zia-ul-Ummah Foundation
8 Allison Avenue Retford DN22 7JR England,UK
Phone: 0044 (0) 7958 950490
E-mail: j.akram@ziaulummah.org

سرکولیشن آفس » دفتر ماہنامہ ضیائے حرم بھیرہ ضلع سرگودھا

اکاؤنٹ نمبر: IBAN-PK 80 UNIL 0112 0226 01046535
ٹائٹل آف اکاؤنٹ: Zia e Haram
UBL Bhera, Distt Sargodha

اپنے نام جاری کروانے اور سابقہ چندہ ختم ہونے کی صورت میں دیے گئے اکاؤنٹ میں رقم بھیج کر موبائل نمبر 0301-6940813 پر رابطہ کریں یا بذریعہ خط سرکولیشن آفس کو مطلع کریں۔

قیمت فی شمارہ ۱۵۰ روپے

زرِ تعاون اندرون ملک: سالانہ ۱۶۰۰ روپے، رجسٹرڈ ڈاک ۱۷۰۰ روپے، بذریعہ وی پی ۱۰۰ روپے اضافی ڈاک خرچ

زرِ تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، افریقہ وغیرہ ۶۰ ڈالر سالانہ۔
برطانیہ ۳۵ پاؤنڈ سالانہ، دیگر یورپی ممالک ۴۰ یورو سالانہ، مشرق اوسط و دیگر ایشیائی ممالک ۴۵ ڈالر سالانہ

"شمارہ میں شائع ہونے والی نگارشات کے نفسِ مضمون کی ذمہ داری لکھنے والوں پر ہے"

پیر محمد امین الحسنات شاہ نے انٹرگرافک پرنٹرز سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ضیائے حرم، خیابان کرم، چک شہزاد، اسلام آباد سے شائع کیا۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے نسب کی بحث

عابد حسین شاہ پیرزادہ

علم الانساب ایک منفرد اسلامی علم ہے اور اس کا شمار ان علوم میں ہوتا ہے جن کی بنا مسلمان محققین نے ڈالی ہے۔ عربی زبان اور عرب خطہ میں اس فن میں بڑا وقیع علمی ذخیرہ موجود ہے تاہم برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش میں علم الانساب پر اس طرح کام نہیں ہوا جس طرح عرب دنیا میں اس علم پر کام ہوا ہے۔ اس عدم توجہی اور تغافل کا نتیجہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہاں آباد اقوام و قبائل کے انساب پر آگاہی کے لیے متعلقہ قوم وقبیلہ میں موجود شجری ہائے نسب اور صدری روایات کو ہی اصل ماٰخذ و مصدر کی حیثیت حاصل ہے۔ مواد کی کمی کے باعث جنہیں دیگر ذرائع سے جانچنے کا عمل آسان نہیں رہا۔ مزید یہ کہ ہر خاندان وقوم کے نسب کے بارے میں متعدد روایات ہیں جن کی تنقیح امرِ محال ہے۔

چنانچہ اس پس منظر میں برصغیر میں صوفیہ کے سلسلہ سہروردیہ کے سرتاج شیخ الاسلام والمسلمین حضرت غوث بہاء الحق والدّین زکریا سہروردی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۶۱ھ/۱۲۶۲ء) کی ذات بابرکات کے نسب کے بارے میں ان کے اجداد واحفاد کے خاندانی مشجرات کے علاوہ مشاہیر کے تذکروں کی روشنی میں یہاں حاصل مطالعہ پیش ہے۔ اس مقالہ کا مقصد مدعا اس صورت حال کی علمی و تحقیقی توضیح و تنقیح ہے جو گذشتہ چند عشروں میں شمالی پنجاب میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے نسب سے متعلق سامنے آئی ہے جس میں حضرت کو نجیب الطرفین سید قرار دے کر تاریخی حقائق کو مسخ کیا جارہا ہے۔

عرب وعجم کے جن علماء ومؤرخین نے آپ کا قریشی النسب ہونا ذکر کیا ہے، پیش نظر معلومات کی رُو سے ان میں پہلا نام مؤرخ عراق شیخ ابوالفضل کمال الدین عبدالرزاق بن احمد صابونی شیبانی حنبلی بغدادی المعروف بہ ابن الفوطی (وفات ۷۲۳ھ/۱۳۲۳ء) کا ہے۔ حضرت غوث بہاء الحق کے پوتے حضرت علم الدین سلیمان بن احمد بن بہاء الدین زکریا سہروردی ملتانی (وفات ۷۲۵ھ/۱۳۲۵ءتقریباً) نے عرب دنیا کے سفر کیے اور حرمین شریفین، دمشق وبیت المقدس

حاضر ہوئے۔ ۷۰۹ھ میں بغداد پہنچے تو شیخ ابن الفوطی نے شاگردی اختیار کی۔ جس کا ذکر اپنی ضخیم تصنیف مجمع الآداب فی معجم الالقاب میں کیا، جہاں نام کے ساتھ "قریشی" لکھا۔

اسی زمانہ کی دوسری شخصیت مراکش کے مشہور سیاح شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ طنجی المعروف بہ ابن بطوطہ (وفات ۷۷۹ھ/۱۳۷۷ء) ہیں، جو ۱۳۲۵ء میں وطن طنجہ مراکش سے نکلے اور اسلامی دنیا کی ستائیس سال سیاحت کے بعد ۱۳۵۲ء میں واپس گھر پہنچے۔ وہ مادری زبان عربی کے علاوہ ترکی اور فارسی بھی جانتے تھے۔ جب سندھ وارد ہوئے تو اُچ شریف سے ہو کر ملتان پہنچے۔ تب حضرت بہاء الدین زکریا کے پوتے شیخ الاسلام حضرت ابوالفتح شاہ رکن عالم (وفات ۷۳۵ھ/۱۳۳۵ء) درگاہ سہروردیہ کے سجادہ نشین تھے۔ شیخ ابن بطوطہ دو ماہ تک آپ کے متعلقین کے ہاں مقیم رہنے کے بعد براستہ پاک پتن دار الحکومت دہلی روانہ ہو گئے۔ سفرنامہ ابن بطوطہ کے ایک سے زائد اردو تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ جس میں ابن بطوطہ نے حضرت شاہ رکن عالم کا ذکر کیا تو ساتھ میں "قریشی" ہونا لکھا۔

اور تیسری شخصیت مؤرخ و سیاح مولانا حامد بن فضل اللہ جمالی سہروردی دہلوی (وفات ۹۴۲ھ/ ۱۵۳۶ء) جو عالم و صوفی نیز عرب دنیا اور ملتان کے اس خطہ میں سہروردی مشائخ کے اولین اہم سوانح نگار تھے۔ ان کی "سیر العارفین" کا فارسی سے اردو ترجمہ چھپ چکا ہے۔ اس میں ملتان کے مشائخ سہروردکا "قریشی" ہونا بیان کیا۔ لیکن ان تینوں کے ہاں یہ مذکور نہیں کہ حضرت بہاؤالدین قبیلہ قریش کی کس شاخ کے فرزند تھے۔ جبکہ حسب ذیل اکابر نے موضوع کو آگے بڑھایا ہے۔

حضرت غوث بہاء الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا پوتے حضرت علم الدین سلیمان سہروردی ملتانی اپنے دَور کے اکابر علماء ہند میں سے تھے اور آپ دس سے زائد تصنیفات ہیں جن میں سے ایک عربی کتاب شرح اصول الفقه للفخر البزدوی پر ڈاکٹر جعفر بن عبد الرحمٰن بن جمیل قصاص نے تحقیق انجام دے کر ۲۰۱۸ء میں ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ سے پی ایچ ڈی کی سند پائی۔ پھر آپ کی دوسری عربی تصنیف شرح المختصر الاصولی لابن الحاجب کے ایک باب پر تحقیق کی اور حواشی لکھے، جو اسی یونیورسٹی کے مجلة علوم الشريعة والدراسات الاسلامية کے شمارہ نمبر ۷۹ بابت دسمبر ۲۰۱۹ء صفحہ ۶۰۳ تا ۶۲۷ پر مطبوع ہے۔ آغاز میں شرح المختصر الاصولی لابن الحاجب کے قلمی نسخے کے ابتدائی صفحہ کا عکس بھی شامل

کیا گیا، جہاں حضرت نے اپنا نام حسب ذیل الفاظ میں لکھا تھا:

العبدالضعیف سلیمان بن احمد بن زکریا القرشی الاسدی۔

نیز ڈاکٹر جعفر قصاص نے مقدمہ میں بھی آپ کا نسب ''اسدی قریشی'' بیان کیا۔

مکہ مکرمہ میں گیارہویں صدی کے عالم، محدث، مسند حجاز، کثیر التصانیف، مدرس مسجد حرم شیخ ابوالاسرار حسن بن علی عجیمی حنفی (وفات ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۲ء) نے اپنی کتاب خبایا الزوایا میں اطلاع دی ہے کہ ان کے زمانہ کے مکہ مکرمہ میں مقام مولدالنبی ﷺ کے نزدیک مولانا بہاء الدین زکریا العارف القرشی الاسدی الملتانی سے منسوب زاویہ وتکیہ موجود ہے جو درویشوں سے بھرا رہتا ہے اور وہاں صبح کی نماز کے بعد جوش دلانے والی آوازوں میں ذکر اللہ ہوتا ہے نیز بعض راتوں کو بھی بآواز بلند اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ شیخ حسن عجیمی خود صوفیہ کے متعدد سلاسل میں اسلامی دنیا کے مختلف مشائخ سے مجاز تھے۔ انہوں نے یہاں حضرت بہاء الدین زکریا کا مختصر تعارف بھی پیش کیا نیز ان کے طریق پر یمن کے شیخ الاسلام عبدالرحیم بن صدیق زبیدی حنفی (وفات ۱۰۷۶ھ/ ۱۶۶۶ء) سے حاصل اجازت وخلافت کا سہروردی شجرہ طریقت بھی درج کتاب کیا۔

عراق کے کثیر التصانیف عالم شیخ سید یونس بن ابراہیم سامرائی (وفات ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء) نے پاک وہند کے عربی النسل علماء ومشائخ کے احوال وخدمات پر ضخیم کتاب علماء العرب فی شبه القارة الهندية لکھی۔ جس میں حضرت بہاء الدین زکریا اور ان کے فرزند و جانشین حضرت صدرالدین محمد عارف کے حالات میں دونوں مقامات پر ساتھ ''اسدی قریشی'' لکھا۔ لیکن ان اکابر کے ہاں یہ تفصیل نہیں ملتی کہ ''اسد'' سے کون سے بزرگ مراد ہیں۔ جبکہ ذیل کی تحریروں سے یہ موضوع مزید واضح ہوتا ہے۔

ان میں پہلا نام حضرت شیخ عین الدین بیجاپوری (وفات ۷۹۵ھ/ ۱۶۲۰ء) کا ہے۔ آپ ریاست بیجاپور جو اِن دنوں ہندوستان کے صوبہ کرناٹک کا حصہ ہے، وہاں کے اکابر علماء وصوفیہ میں سے تھے۔ وہ ۷۰۶ھ/ ۱۳۰۲ء میں دہلی سے تقریباً دس کلومیٹر فاصلہ پر گاؤں نوکہ میں پیدا ہوئے اور بیجاپور شہر میں وفات پائی۔ وہاں آپ کا مزار مشہور ومعلوم اور مرجع خلائق ہے۔ مختلف علوم و فنون میں ۱۳۲ تصانیف تھیں۔ آپ کے احوال مولانا محمد ابراہم زبیری بیجاپوری کی

کتاب ''روضۃ اولیائے بیجاپور'' میں چھ صفحات پر دیے گئے ہیں۔ نیز اب الحاج چوہدری راجہ حسن (پیدائش ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء) کی جمع و مرتب کردہ اردو کتاب ''قطب زماں، مربی اولیاء اللہ حضرت شیخ عین الدین گنج العلوم جنیدی بیجاپوری'' ۲۰۰۵ء میں ۶۶ صفحات پر شائع ہوئی۔

ملتان کے سہروردی خانوادے سے حضرت شیخ عین الدین بیجاپوری کے قریبی تعلق بارے دو اشارے ملتے ہیں۔ اول یہ کہ ''روضۃ اولیائے بیجاپور'' میں ہے کہ شیخ عین الدین کے استاذ حضرت شیخ شمس الدین محمد دامغانی مدفون گلبرگہ نے کم سنی میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کو دیکھا، نیز ان کے فرزند و جانشین حضرت شیخ صدرالدین محمد (وفات ۶۸۴ھ/۱۲۸۶ء) سے فیض یافتہ تھے۔

دوم یہ کہ حضرت بہاء الدین زکریا کے پوتا اور درگاہ سہروردیہ کے سجادہ نشین حضرت شیخ ابوالفتح شاہ رکن عالم (وفات ۷۳۵ھ/۱۳۳۵ء) دو تین بار دارالحکومت دہلی گئے بلکہ ۷۲۵ھ/۱۳۳۵ء میں گذشتہ چار سال سے دہلی میں ٹھہرے ہوئے تھے اور شیخ عین الدین بیجاپوری بھی دہلی میں مقیم رہے۔ لہٰذا قرینہ ہے کہ دونوں اکابر صوفیہ کے درمیان ملاقات ہوئی ہوگی۔

اور مشہور مؤرخ ہند محمد قاسم فرشتہ (وفات ۱۰۲۹ھ/۱۶۲۰ء) ۹۹۷ھ/۱۵۸۹ء میں ہجرت کر کے ریاست بیجاپور پہنچے جہاں ۹۸۹ھ/۱۵۸۱ء سے ابراہیم عادل شاہ دوم (وفات ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء) والی و حکمران تھے۔ انہی ابراہیم شاہ کے حکم پر محمد قاسم فرشتہ نے ہندوستان کی تاریخ لکھ کر اسے ''گلشن ابراہیمی'' نام دیا جو ''تاریخ فرشتہ'' کے عرفی نام سے مشہور و مقبول ہے۔ اس کے دو اردو تراجم چھپ چکے ہیں۔ بارہ ابواب میں منقسم تاریخ فرشتہ کا آخری باب تذکرہ مشائخ ہند پر ہے۔ جہاں حضرت شیخ بہاء الدین قدس سرہ کے احوال میں درج ہے: کئے اور بتایا کہ

''شیخ عین الدین بیجاپوری نے تذکرۃ الاولیاء ہند میں لکھا ہے کہ ''شیخ بہاء الدین زکریا اولاد مہیار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی سے ہیں۔'' یوں محمد قاسم فرشتہ نے حضرت عین الدین بیجاپوری کی تحریر ان کی کتاب سے بلا واسطہ اخذ و نقل کر کے ہم تک پہنچائی۔

مزید برآں علامہ سید سلیمان ندوی علامہ سید ابوظفر ندوی قاضی عبدالحفیظ اطہر مبارکپوری اور خاندان غوثیہ کے سوانح نگار مولانا نور احمد خان فریدی نیز مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری اور خاندان میں محفوظ بعض شجرہ جات کے مطابق حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کا نسب نامہ قبیلہ قریش کی شاخ

بنو اسد بن عبد العزیٰ سے متصل ہوتا ہے۔ جبکہ گمنام مصنف کی کتاب ''خلاصۃ العارفین'' کے علاوہ سجادہ نشین درگاہ غوثیہ ملتان مخدوم حسن بخش قریشی (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں زندہ) کی ''انوارِ غوثیہ'' اور خاندان میں موجود اکثر مشجرات نیز دورِ جدید کے بعض مصنفین کے مطابق آپ قبیلہ قریش کی شاخ ''بنو ہاشم'' کے فرزند تھے اور سلسلہ نسب ''حضرت اسد بن ہاشم'' سے جا ملتا ہے۔

خلاصۃ العارفین گیارہویں صدی ہجری سے بعد کی تصنیف ہے۔ جس کا فارسی متن نیز اردو ترجمہ چھپ چکے ہیں۔ ایران میں اس پر تحقیقی کام ہوا اور اس کے نتیجہ میں ڈاکٹر شمیم زیدی کو پی ایچ ڈی کی سند عطا کی گئی اور ان کا مقالہ بھی شائع کیا گیا۔ لیکن اس سارے عمل کے بعد بھی خلاصۃ العارفین کے مصنف کا نام سامنے نہیں آسکا۔ مزید یہ کہ اس کے مختلف قلمی نسخوں کے مندرجات میں بھی فرق اور تضاد ہے۔ چنانچہ پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی نے ''احوال و آثار حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی'' نامی کتاب میں اس کی حقیقت یوں بیان کی:

> خلاصۃ العارفین اصل میں تین ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مؤلف کا علم نہیں کہ کون ہے؟ اس میں اکثر روایتیں دیو مالائی نوعیت کی ہیں۔ اس کے مختلف قلمی نسخے پائے جاتے ہیں اور ان میں مرضی کے مطابق تبدیلیاں کی گئی ہیں۔

خلاصۃ العارفین کے مندرجات میں رد و بدل کی ایک مثال یہ ہے کہ اس کے اردو ترجمہ میں حضرت بہاء الدین زکریا کا سلسلہ نسب حضرت اسد بن ہاشم سے متصل بتایا گیا ہے جب کہ اس کا جو فارسی قلمی نسخہ مولانا غلام دستگیر نامی کی ملکیت رہا اس میں متعلقہ عبارت بالکل مختلف ہے جس کی مولانا نامی نے ''تاریخ جلیلہ'' میں ان الفاظ میں اطلاع دی:

> ہمارے پاس ایک قلمی کتاب خلاصۃ العارفین موجود ہے۔ اس میں غوث بہاء الدین کے والد بزرگوار شیخ محمد بن شیخ کمال الدین بن وجیہ الدین ابو بکر، کو عبد الرحمٰن بن عیاض بن اسد بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ، یعنی عبد مناف کے چچا، کی اولاد سے بتایا گیا ہے۔

مزید یہ کہ ڈاکٹر شمیم محمود زیدی صاحبہ نے حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کی حیات و مقام نیز خلاصۃ العارفین کے فارسی متن کی تصحیح و تحقیق پر تہران یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی، ان کا مقالہ ''احوال و آثار شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی و خلاصۃ العارفین'' نام سے ۲۰۸ صفحات پر چھپا۔

خلاصۃ العارفین کے مختلف نسخوں میں فرق اس مقالے سے بھی عیاں ہے۔ چنانچہ قبل ازیں اس کا جو اردو ترجمہ چھپ چکا تھا، اس میں آپ کا نسب اسد بن ہاشم سے اور اس مقالہ میں تصحیح شدہ نسخہ میں اسد بن عبد العزیٰ سے متصل ہے۔

ادھر خود عرب ماہرین انساب اس نکتہ پر متفق ہیں کہ اسد بن ہاشم کی نسل آگے نہیں چلی۔ اور خاص اس موضوع پر راقم السطور کا کتابچہ ''حضرت اسد بن ہاشم کی نسل'' نام سے ۲۰۱۸ء میں بہاء الدین زکریا لائبریری چکوال سے ۴۷ صفحات پر شائع ہو چکا ہے۔ نیز ''مقالات عرب'' جلد اول صفحہ ۵۵ تا ۹۰ پر شامل ہے جو ۲۰۲۴ء میں فرید بک سٹال لاہور نیز مکتبہ اہل سنت، پرتاول، مہراج گنج صوبہ اتر پردیش ہندوستان نے شائع کی۔ یہاں تفصیل و تکرار کی حاجت نہیں۔

حضرت غوث بہاء الدین زکریا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے قریب العہد ہونے کے باوصف اس کے پانچ صدیوں سے زائد عرصہ بعد ''انوارِ غوثیہ'' کے مصنف نے حضرت شیخ عین الدین بیجاپوری کا آپ کے نسب بارے قول اور اس پر مؤرخ شہیر محمد قاسم فرشتہ و دیگر مؤرخین کی توثیق کو ترک کرتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ ''شیخ عین الدین بیجاپوری نے اس طرح لکھا ہے کہ، مہیار بن اسود بن عبد المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ، بیجاپوری کا یہ خیال بے جا ہے۔''

معلوم رہے درست نام ہبار ہے جو کاتب کی غلطی سے مہیار رہو گیا۔

مؤرخ سندھ میر علی شیر قانع ٹھٹھوی (وفات ۱۲۰۳ھ/ ۱۷۸۸ء) نے ''تحفۃ الکرام'' میں دو قول نقل و بیان کئے۔ ایک میں حضرت بہاء الدین زکریا کا سلسلہ نسب سیدنا ابو بکر صدیق قریشی رضی اللہ عنہ سے متصل ظاہر و درج ہے۔ اور دوسرے قول کے مطابق قبیلہ قریش کی شاخ بنو اسد بن عبد العزیٰ کی نسل میں سے تھے۔ یہ جو تحفۃ الکرام میں میر سید علی شیر قانع نے آپ کا نسب نامہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متصل درج کیا ہے، اس کو کسی اہم مؤرخ و محقق نے قابل توجہ نہیں جانا اور خود میر علی شیر قانع اس قول پر مطمئن اور اس کے مؤید و قائل ہوتے تو اسی کے اندراج پر قلم روک دیتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا اور اس عبارت کے فوراً بعد انہوں نے حضرت بہاء الدین زکریا کے نسب پر مبنی دوسرا قول بیان کیا جس میں اسد بن عبد العزیٰ قریشی پر منتہی ہوتا ہے۔

ادھر سید طاہر محمد نسیانی سبزواری ٹھٹھوی (وفات ۱۰۶۱ھ/ ۱۶۵۱ء) نے تو ''تاریخ طاہری''

میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ شیخ بہاء الدین، سندھی تھے۔ اور سمہ قوم نے پہلے محمد تور کے تباہ ہونے کے بعد سکور (موجودہ سکھر) کے پرگنہ میں جو محمد تور نے آباد کیا تھا، وہ وہیں کے رہنے والے تھے۔ سید طاہر نسیانی کا یہ قول علامہ سید سلیمان ندوی نے ''عرب و ہند کے تعلقات'' میں نقل کیا ہے۔

سید طاہر نسیانی ٹھٹھوی کا حضرت بہاء الدین زکریا کو سندھی الاصل قرار دینے کے دعویٰ کی تائید نہ تو کسی خاندانی شجرے اور نہ ہی سندھ کے کسی اہم مؤرخ و محقق کی تحریر سے ہوتی ہے بلکہ سید طاہر کے ہم وطن میر سید علی شیر قانع ٹھٹھوی کی کتاب سے تو واضح طور پر قریشی الاصل ہونا ثابت ہے۔

اگر حضرت غوث بہاء الحق کے اجداد سکھر کے قریب سمہ قوم کے پھر سے آباد کردہ قصبہ محمد تور کے باشندے تھے جیسا کہ سید طاہر نسیانی نے لکھ دیا، تو سمہ قبیلہ کی تاریخ میں اس کا تسلسل کے ساتھ تذکرہ ہوتا۔ کیوں کہ سمہ ایک غیر معمولی قبیلہ تھا یہ حضرت غوث کی وفات کے بعد سندھ کا حکمران ہوا۔ اور ۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء تا ۹۲۳ھ/۱۵۱۹ء حکمرانی کی۔ ٹھٹھہ ان کا صدر مقام اور سرکاری لقب ''جام'' تھا۔ اور خاندان کے انیس افراد یکے بعد دیگر حکمران رہے۔

سید راجن شاہ گیلانی ملتانی (وفات ۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) نے ''دلیل المتحیّرین'' میں لکھ دیا کہ ''وہ قریشی ہیں نہ ہاشمی۔'' ''دلیل المتحیّرین'' ملتان میں گیلانی و قریشی خانوادوں کی باہم روایتی چپقلش و رقابت اور معاصرانہ چشمک کے ماحول میں لکھی گئی۔ چنانچہ درگاہ غوثیہ کے صاحب سجادہ مخدوم حسن بخش قریشی کی کتاب ''انوارِ غوثیہ'' ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی تو اس کی بعض عبارات کے تعاقب میں دلیل المتحیّرین ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء سے قبل ملتان سے ہی سامنے آئی۔ اس کے مصنف سید راجن گیلانی، درگاہ حضرت موسیٰ پاک گیلانی شہید کے اس دَور کے سجادہ نشین حضرت مخدوم محمد صدر الدین شاہ گیلانی (پیدائش ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء) کے چھوٹے بھائی تھے۔

مولانا پیر غلام دستگیر نامی لاہوری نے ''تاریخ جلیلہ'' میں اس کا حسب ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے:

خان بہادر مخدوم حسن بخش مرحوم سجادہ نشین قریشیاں ملتان نے ایک کتاب ''انوارِ غوثیہ'' تالیف کی جس میں غوث بہاء الدین کا از اولاد اسد بن ہاشم اور ان کی والدہ کا حضرت عیسیٰ گیلانی کی اولاد اور ان کی بہو بی بی راستی کا دختر بادشاہ فرغانہ ہونا بیان کیا۔ اس کتاب کے جواب میں راجن شاہ صاحب گیلانی ملتانی نے ایک رسالہ ''دلیل المتحیّرین'' لکھا۔

دلیل المتحیّرین کے تعاقب وتردید میں حضرت غوث بہاء الحق ملتانی کی نسل کے عالم ومرشد مولانا پیر عبدالواحد شاہ عرف پیر دُہمن (وفات ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء) مزار بمقام ڈنہ تحصیل راجوری مقبوضہ کشمیر نے "تحقیق النسب" قلم بند کی جو تا حال شائع نہیں ہو سکی۔ آپ کی اولاد موضع پیر بھچر نزد دینہ ضلع جہلم میں آباد ہے۔ جہاں آپ کے پوتا پیر جرجیس الحسن شاہ (وفات ۱۴۴۵ھ/ ۲۰۲۳ء) کی قائم کردہ حمیدیہ اسلامیہ لائبریری میں حضرت پیر دُھمن شاہ کی تحقیق النسب وغیرہ مصنفات کے قلمی نسخے بخط مصنف محفوظ ہیں۔ تحقیق النسب کے آغاز میں آپ نے اس کا سبب تالیف ان الفاظ میں لکھا ہے:

رسالہ مذکورہ (دلیل المتحیّرین) گو اس قابل نہیں تھا کہ اس میں نظر تک کی جائے، چہ جائیکہ اس کی تردید کرنے میں تضیع اوقات کی جائے۔ مگر بغرض اظہار حق اس بے ہیچ کو بھی قلم اٹھانا پڑا۔

صوفیہ اسلام کے سلسلہ سہروردیہ کی برصغیر میں پہچان وسرتاج حضرت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کے نسب کے بارے میں یہ تحریر اس لیے لکھنا پڑی کہ حالیہ چند عشروں کے دوران شمالی پنجاب کے بعض مقامات پر آپ کے نسب سے متعلق ایک نئی رائے وموقف سامنے آیا اور خاندان میں ایک حلقہ اپنے تئیں "نجیب الطرفین سید" کہلانے لگا۔

نسب سے متعلق مندرجہ بالا اقوال وآراء میں سے درست ومتحقق وہ ہے جن کے بقول آپ قبیلہ قریش کی شاخ بنو اسد بن عبد العزیٰ کے فرزند جلیل تھے۔ یاد رہے ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اور عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا تعلق اسی معزز شاخ سے ہے۔

میں اس تحریر کا خاتمہ حضرت غوث بہاء الحق والدّین زکریا سہروردی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل سے مذکورہ بالا جلیل القدر شخصیت حضرت پیر دہمن شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر پر کرتا ہوں جنہوں نے اپنی اردو تصنیف "تحقیق النسب" میں دو مقامات پر یہ لکھا:

اگر نسب کوئی فخر ومباحات کی شے ہے، تو اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہونا بھی کوئی کم فخر کی بات نہیں ہے۔